اورنگ زیب یوسفزئی

اگست 2007

فِتنة الکُبریٰ

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے ید بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستین

اقبالؒ

وطن عزیز میں ہم سبھی فی الوقت جس فکری ونظری مہم میں سرتاپا مشغول ہیں وہ آمریت کا خاتمہ اور جمہوریت کی بحالی کی مہم ہے۔ آمریت بلاشک وشعبہ ایک لعنت ہے کیونکہ ایک فردواحد خدا بن کر پوری قوم کی تقدیر کا مالک ومختار بن جاتا ہے۔ امورمملکت اپنی ہواوہوس کے تابع ہوکر چلاتا ہے۔ بتدریج ذاتی منفعتیں ہراصول زندگی پرفوقیت حاصل کرلیتی اور حدود نا آشنا ہوجاتی ہیں۔ غریب عوام سسکتے بلکتے رہ جاتے ہیں۔

دوسری طرف جمہوریت ہے جس کی ہم سب خواہش بھی رکھتے ہیں اوراس کے انتہائی ناخوشگوار نتائج کا سامنا بھی کرکے دیکھ چکے ہیں۔ آج تک کس جمہوری حاکم نے اپنے حواریوں کے ساتھ ملکراس بدنصیب قوم کو بری طرح نہیں لوٹا؟ کچھ تو اتنے خوش بخت ہیں کہ جلاوطنی کی ابتلا میں بھی اپنی پیچھے چھوڑی ہوئی فیکٹریوں کے ذریعے ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکٹنگ میں پوراپوراحصہ لیتے ہوئے اربوں روپوں کی ناجائز منافع خوری کرکے اپنی ہی قوم کو لوٹنے، کھسوٹنے اور روٹی سے محروم کرنے میں مصروف ہیں۔ اسی دوران، بلند آدرشوں اور اصول پرستی کی بیان بازی کرتے ہوئے جھوٹ کی دکانیں بھی کھولے بیٹھے ہیں۔

تو آیئے دوستو، دیکھتے ہیں کہ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی قرآنی بصیرت کے مطابق یہ جمہوریت دراصل کیا ہے:۔

(1)۔ جمہوریت اک طرزحکومت ہے کہ جس میں — بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

(2)۔ ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام — جس کے پردوں میں نہیں غیرازنوائے قیصری
دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب — تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
مجلس آئین واصلاح ورعایات وحقوق — طب مغرب میں مزے ہیں میٹھے اثرخواب آوری
اس سراب رنگ وبوکو گلستان سمجھا ہے تو — آہ اے ناداں! قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

(3)۔ خیر ہے سلطانی جمہور کا شوشا کہ شر — تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں باخبر
تونے کیا دیکھانہیں مغرب کا جمہوری نظام — چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

اس کے بعد آیئے لگے ہاتھوں اپنے خالق و مالک کا فرمان بھی پڑھ لیتے ہیں جہاں اس بزرگ و برتر ہستی نے جمہوریت یعنی اکثریت کی حکومت کے بارے میں اپنی حتمی رولنگ دے دی ہے:۔

(6/117) وَاِن تُطِع اَکثَرَ مَن فی الاَرضِ یُضِلّوکَ عَن سَبیلِ اللّٰہ، اِن یَتَّبِعُونَ اِلاَّ الظَّنَّ......

"اگر تم محض اکثریت کو معیارِ اطاعت قرار دے لوگے تو اللہ کے بتائے ہوئے صحیح راستے سے بھٹک جاؤ گے۔ یہ تو صرف اپنی ذاتی سوچ (قیاس) پر چلتے ہیں"۔

(10/36) وَمَا یَتَّبِعُ اَکثَرُھُم اِلاَّ ظَنّاً. اِنَّ الظَّنَّ لاَ یُغنِی مِنَ الحَقِّ شَیئاً

"لوگوں کی اکثریت تو اپنی ذاتی سوچوں (قیاس) پر چلتی ہے۔ یہ ذاتی سوچیں اللہ کے قانون (الحق) کے مقابلے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں"۔

(5/49) اِنَّ کَثِیراً مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ۔

"لوگوں کی اکثریت تو فاسقین (اندر سے گلے سڑے) ہوتے ہیں"۔

دوستو! رب ذوالجلال کا فیصلہ آپ نے پڑھا اور اس کے تتبع میں فکرِ اقبالؒ آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ آیئے اب اپنے ذہنوں کو ٹٹولیں اور خود سے یہ پوچھیں کہ ہمارا فیصلہ کیا ہے۔ یقیناً بہت سے ساتھی اس مخمصے میں پڑ گئے ہونگے کہ آمریت نہیں جمہوریت بھی نہیں۔ تو پھر کدھر جایا جائے۔ یہ کیسی عجیب مشکل میں ڈال دیا گیا ہے۔ لیکن حل بہت آسان ہے۔ مالک ذوالجلال نے ہماری مشکلیں آسان فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی ہے کہ:۔

(12/40) اِنِ الحُکمُ اِلاَّ لِلّٰہ . اَمَرَ اَلاَّ تَعبُدُو اِلاَّ اِیَّاہُ . ذٰلِکَ الدِّینُ القَیِّم. وَلٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لاَ یَعلَمُون.

"حق حکومت اتھارٹی صرف اللہ ہی کے قانون کی ہے۔ اسکا حکم یہی ہے کہ اطاعت اس ہی کے قانون کی کی جائے۔ اس کا قانون ہی ایک اٹل اور محکم نظام زندگی دیتا ہے۔ مگر انسانیوں کی اکثریت تو یہ بات جانتی ہی نہیں"۔

اس سب سے بڑی اتھارٹی نے اپنے قوانین اور اصولوں کا مجموعہ اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے القرآن (The Proclamation) کی شکل میں دے دیا۔ یہی وہ آئین ہے جس کے فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے مطابق Bye-Laws یعنی جزوی قوانین اور ان پر عمل درآمد کے طرق و اسالیب (یعنی شریعت) مشاورت سے وضع کیئے اور مرکز ملت کے ذریعے نافذ کیئے جاسکتے ہیں۔ اختلاف کرنے اور تاویلیں گھڑنے والوں کے لئے سبحانہ و تعالیٰ نے فرمادیا:

(29/51)۔ اَوَلَم یَکفِھِم اَنَّآ اَنزَلنَا عَلَیکَ الکِتٰبَ یُتلیٰ عَلَیھِم اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَرَحمَۃً وَ ذِکریٰ لِقَومٍ یُؤمِنُونَ ط

" کیا لوگوں کیلئے یہ کافی نہیں ہے (اے نبی) کہ ہم نے تم پر الکتاب (قوانین) کو نازل کر دیا ہے جو ان کو سمجھا سمجھا کر اطاعت واتباع کیلئے پڑھائی جاتی ہے۔ یقیناً اس منشور کو ماننے والی قوم کیلئے بلا معاوضہ سامان پرورش ونشوونما (Welfare State) ہے اور ہمیشہ کام آنے والی ہدایت ونصیحت ہے"۔

اس فرمان الٰہی کے بعد عزیزان من آپکا فیصلہ یقیناً یہی ہوگا کہ قرآن اور صرف قرآن کو آئینی طور پر نافذ کرنے کی جدوجہد میں اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں۔ یہ غلط فہمی اپنے دلوں میں ہرگز مت آنے دیجیئے گا کہ اللہ کا قانون اور نعوذ باللہ مُلّا کا مذہب ایک ہی ہے۔ ان دونوں میں تو بُعدَ المشرقین ہے۔

یہاں تک تو ہمارے موجودہ چوائس اور جدوجہد کے ماحصل یعنی جمہوریت کے بارے میں چشم کشا حقائق۔ لیکن اصل موضوع اس مضمون کا دراصل وہ فِتنَۃُ الکُبریٰ ہے جو وطن عزیز کے افق پر منڈلا رہا ہے۔ یہ فتنہ ہر چشم بینا پر واضح تو ہے لیکن ہم نے وہی مردہ قوموں کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اپنی آنکھیں اِس کی طرف سے بند کر رکھی ہیں۔

معاشرے کے سبھی طبقات کا ردعمل جدا جدا ہے۔ پہلے تو وہی ہیں اقتدار کی اونچی مسندوں پر متمکن کوتاہ اندیش اس مردہ قوم کے اولی الامر جو کھلی آنکھوں سے اس بربادی کو آتا دیکھتے اور سبھی کچھ جانتے ہوئے بھی طمع سے بھری دوغلی مفاہمت کی روش اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ ان غلاموں کی یہ روش اس لئے ہے کہ وہ ہر قیمت پر اس دم توڑتی قوم کی آخری ہچکی تک اس کے بدن کا گوشت بھنبھوڑنا اور خون چوسنا جاری رکھ سکیں اور اس کے بعد اس کو آدم خوروں کے حوالے کر کے اپنے آقاؤں کے دیس بھاگ نکلیں۔ دراصل ان کے پاس ذاتی خزانے بھرنے کے کچھ ایسے ٹارگٹس ہیں جو آٹھ سال کی شب و روز کی لوٹ مار سے بھی پورے نہیں ہوئے۔ ابھی صرف ایک حکمران خاندان کی صرف چھ ماہ کی لوٹ مار کی خبر میڈیا نے دی ہے۔ ایک لرزا دینے والی 30 ارب روپے کی رقم۔

دوسرے نمبر پر ہے آپ کا سرمایہ دار طبقہ۔ وہی تاجر صنعت کار و جاگیردار جو اول الذکر کے ساتھ ساتھ ہے کیونکہ مقاصد یکساں نوعیت رکھتے ہیں۔ یعنی اپنی ہی قوم کو لوٹ کھسوٹ کر قارون کی ہمسری حاصل کرنا۔ قرآن حکیم کیونکہ ان کے نصاب زندگی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے کائنات کے مالک کا یہ قانون ان کی نظر سے کبھی نہیں گزرا ہوگا:۔

(9/34) اَلَّذِینَ یَکنِزُونَ الذَّھَبَ وَ الفِضَّۃَ وَلاَ یُنفِقُونَھاَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ فَبَشِّرھُم بِعذاَبٍ اَلِیم ....

"جو لوگ اللہ کے عطا کردہ وسائل سے اپنی ذاتی منفعت کیلیئے مال و دولت اکٹھا کرنے میں لگ جاتے ہیں اور اللہ کے بتائے ہوئے رستے کے مطابق ان وسائل کو فلاح و بہبود عامہ کیلیئے کھلا نہیں چھوڑتے، ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو"۔

(59/7) لاَ یَکُونَ دَولَۃً بَینَ الاَغنِیاَءَ مِنکُم ...

"خبردار مال و دولت کو ہرگز معاشرے کے خوشحالوں کے درمیان محدود نہیں رہنا چاہیے"۔

اور حکیم الامت کے الفاظ میں:۔

یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند   بتانِ وھم و گمان لا الہ الا اللہ

تیسرا نمبر آتا ہے اپنے دانشوران وطن اور اصحاب قلم کا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کچھ استثناؤں کے ساتھ، رمز اور ایمائیت کی زبان اور لب و لہجہ اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اُس آنے والے خطرے کو اپنے سامنے مجسم اور متکبر ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ ہماری تمام امیدیں انہی سے وابستہ ہیں کیونکہ یہی ہیں جو اس فِتنَۃُ الکُبریٰ کے خلاف موثر قلمی اور فکری جہاد کرنے اور میڈیا پر تحریک چلانے کی صلاحیت سے متصف ہیں۔ دراصل اس طبقے کی اکثریت بھی بقایا قوم کی طرح مذہبی پس منظر کے حوالے سے ایک اندھی عقیدت اور اسلاف کی تقلید کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے۔

جس کی ایک محسوس شکل ملا و پیر اور مسجد و مدرسہ و خانقاہ ہے۔ یہ اکثریت بھی ملا کے خود ساختہ مذہب یعنی عجمی اور غیر قرآنی اسلام کو اللہ کا دین سمجھتی ہے۔ پھر ملا کے خودکش بمباروں کا خوف بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس باشعور طبقے کیلئے جو ہماری قوم کا واحد سرمایہ ہے۔ حکیم الامت کے چند اشعار پیش خدمت ہیں جو حقیقت حال واضح کرنے کیلئے کافی ہونگے:۔

مکتب و ملا و اسرار کتاب — کُور مادر زاد و نور آفتاب

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا — اسکو کیا سمجھیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام

خودی کی موت سے ہوا پیر حرم مجبور — کہ بیچ کھائے مسلماں کا جامہ احرام

مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے ؟ — خانقاہوں میں کہیں لذّتِ اَسرار بھی ہے؟

دین کافر فکر و تدبیر جہاد — دین ملا فی سبیل اللہ فساد

باقی رہ گئی بیچاری گور کنارے پہنچادی گئی عوام، تو جہالت، غربت اور آپس کے بٹوارے نے اسے فکری اور شعوری حوالے سے بھی قلاش کرر کھا ہے۔ اسے تو نان شبینہ ہی کی فکر نے ختم کر دیا ہے۔ اقبال کے الفاظ ایک صحیح تصویر کھینچ دیتے ہیں:۔

عصر حاضر ملک الموت ہے ترا جس نے — قبض کی روح تری دے کے تجھے فکر معاش

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا — زندگی موت ہے کھودیتی ہے جب ذوق خراش

ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود — ان کی فطرت کا تقاضا ہے نماز بے قیام

آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں — ہو اگر پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام

تو صاحبو! ساعتیں یونہی گزرتی جاتی ہیں۔ اجل ہر لحظہ اور ہر آن قریب ہوتی جاتی ہے۔ مہلت کی گھڑیاں تیزی سے ختم ہوتی جاتی ہیں۔ بازآفرینی کا ہر امکان معدوم ہوتا نظر آتا ہے۔ دریں احوال وقت کا اولین تقاضہ تو یہ ہے کہ کوئی تو باآواز بلند پکارے صاف اور کھلے الفاظ میں منادی کرے، آگاہ کرے تاکہ اس قوم کی خرمن ہستی کو نیست و نابود ہونے سے بچایا جاسکے۔

حادثہ وہ جو ابھی پردہ افلاک میں ہے — عکس اسکا مرے آئینہ ادراک میں ہے

وہ عظیم فتنہ جو وسیع پیمانے پر انسانوں کی حریت، معاشرت اور معیشت کو نیست و نابود کرنے والا ہے ایک خاص شکل وصورت کے انسانی اضحوکے (Caricature) کی شکل اختیار کیئے ہوئے ہے۔ یہ انسانی اضحوکہ جو قبل ازیں کہیں کہیں بھولا بھٹکا، گلیوں محلوں اور گاؤں قصبوں میں کھانا اور چندہ مانگتا نظر آتا تھا آج ایک ایسا جم غفیر بن چکا ہے جس نے اس بدنصیب آفت زدہ وطن کی سرزمین کا چپہ چپہ بھر دیا ہے:۔

اس سیل سبک سیر و جہاں گیر کے آگے — عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

مفلوک الحالی کا مرقع، محرومیت کی تصویر، نیم فاقہ کشی کی تمثیل، پسماندگی کا پیکر، سر گٹھا ہوا گول جالی دار ٹوپی بے ترتیب بے ہنگم سیاہ داڑھی، بے سائز کی جھولتی قمیض، ٹخنے اور پنڈلیوں کا ایک حصہ برہنہ کرتی اوچھی شلوار، منہ میں درخت سے توڑی ہوئی مسواک، ہاتھ میں ڈنڈا کندھے پر کلاشنکوف، انداز میں نفرت اور رعونت، آنکھوں میں انتقام کی چنگاریاں۔

کون ہے یہ ازمنہ قدیم کی نسل انسانی کا نمائندہ؟

دراصل یہ ستم رسیدہ ہمارے نام نہاد دینی مدرسوں کا طالب علم ہے۔ کبھی یہ بھی ہمارے اور آپ جیسا ہی انسان تھا۔ مگر غربت اور تنگدستی نے اس کے والدین کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے اس جگر گوشے کو روٹی، کپڑے اور چھت کے عوض کسی دینی مدرسے کے مالکوں کے حوالے کر دیں۔ اسکا بچپن اور لڑکپن محرومی، نیم فاقہ کشی، اپنے استادوں کی غلامی ومحکومی اور ان کے بے مہابا ظلم وستم سہنے سے ہی عبارت نہیں۔ بھیک منگوا کر اور صدقے خیرات کی روٹی کھلا کر اس کی غیرت، عزت نفس اور اعلیٰ اقدار کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کے عقل وشعور کو مفلوج کر دیا گیا۔ اسے ایسے 18 علوم رٹوائے گئے جو سراسر غیر قرآنی ہونے کے علاوہ وقت کے تقاضوں سے بیگانہ تھے۔ لیکن سب بڑا ظلم اس پر شرک میں مبتلا کرنے کا کیا گیا۔ یعنی اللہ کے ماسوا بے شمار خدا، اماموں کے نام پر اسکے ذہن میں ٹھونس دیے گئے۔ اسے یقین دلایا گیا کہ ہدایت کی کتاب قرآن نہیں، اسلاف کے اقوال ہیں۔ قرآن تو (نعوذ باللہ) اجمالی ہے ناقص ہے:۔

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب | کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

مکمل برین واشنگ کے عمل کے ذریعے اسے نفرت، تنگ نظری، فرقہ پروری، تعصب اور تشدد سے لبریز کر دیا گیا۔ اسے فتویٰ گری اور تکفیر کا خوگر بنا دیا گیا۔ اسے یہ بتایا گیا کہ دنیائے موجود کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تہذیب وتمدن، علم وشعور، سائنس وٹیکنالوجی، فنون لطیفہ، جدید ایجادات، انسانی آرام وآسائش کے اسباب یعنی اعلیٰ معیار بود وباش، سب قابل نفرت ہیں۔ کارشیطان ہیں۔ ازمنہ وسطیٰ کے صحراؤں کی بے سروسامانی، اونٹ بھیڑ بکریاں چرانا، کھجور، چٹائی، مسواک، کچی مٹی کے حجرے یا پھر خانہ بدوشی کے دور میں واپس لوٹ جانا ہی حاصل زندگانی ہے۔ کیونکہ آخرت کی اعلیٰ وارفع زندگی صرف اسی کا حق ہے جو یہاں ارذل درجے کی، فقر وفاقہ اور محرومی کی زندگی گزاریگا۔ ملا کے پاس روایات کا ایک خزانہ ہے جن کے حوالے دیکر وہ غربا کو اسی قسم کی زندگی پر قناعت کرنے کا درس دیتا ہے تاکہ وہ سرمایہ داروں سے بزور طاقت اپنا حصہ وصول کرنے نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ انہی روایات کے بارے میں اقبالؒ کی قرآنی فکر نے فیصلہ دیا تھا:۔

حقیقت خرافات میں کھوگئی | یہ امت روایات میں کھوگئی

انہی مدرسوں کے بارے میں اقبالؒ نے یہ بھی فرمایا:۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا | کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

دوستو! یہ روبوٹ، یہ مذہبی شاہکار، ہماری مذہبی پیشوائیت کا عظیم کارنامہ ہے۔ یہ 14,000 نام نہاد دینی مدرسوں کی 16 لاکھ کی خوفناک تعداد تک پہنچ جانے والی وہ پراڈکٹ ہے جسے آپ عصر حاضر کا انبوہ جوج وماجوج کہہ سکتے ہیں جو اچھلتے کودتے اس سرزمین پر جھپٹنے، قبضہ کر لینے اور اسے برباد کر دینے کیلئے تیار ہو چکے ہیں۔

حق تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَ حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ، حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ (21/95-7)۔
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ. اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ .....

"اور دیکھو جس قوم کا برباد ہونا ٹھہرا دیا جاتا ہے تو پھر اسکی بازآفرینی کی کوئی صورت نہیں رہتی کیونکہ ان پر ایسی قوم (یا گروہ) بھیجے جائیں گے جس کی صفت میں آگ کی شعلہ انگیزیاں، دریاؤں کی تلاطم خیزیاں اور طوفانی ہواؤں کی تباہ کاریاں ہونگی (اُجّ سے مشتق، یاجوج وماجوج)

اپنے طاغوتی ہتھکنڈوں کے ذریعے ہمارے مُلاّ نے لاکھوں معصوم انسانوں کو صراط مستقیم سے بھٹکا کر بتدریج اپنے اقتدار کو مضبوط اور مطلق بنانے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ یہ وہ "اللہ کی فوج" ہے جو اس ملک میں بزور طاقت اور جبر "اللہ کی حکومت" قائم کرنیکی دعویدار ہے۔ اور اب مسلح ہو کر ملک گیر پیمانے پر عملی میدان میں نکل کھڑی ہونے والی ہے۔ یہ تمام جدید علوم وفنون کی کھیتی کو بھسم کر کے انسانی کارواں کے تمام طے شدہ سفر ارتقاء کو منسوخ کر کے، آپ کے اس وطن عزیز کو از منہ وسطیٰ کا ایک اجاڑ بیابان، اور خود اپنے جیسا حلیہ رکھنے والی ایک پسماندہ قوم بنا دینا چاہتے ہیں۔ یہ پوری پاکستانی قوم کو دنیا میں ایک اضحوکہ بنا دینے پر مُصر ہیں۔

اس "اللہ کی فوج" کے عالی مرتبت سپہ سالاران اپنی کامیابیوں اور کامرانیوں پر مجسم انبساط ہیں۔ یہ مقربین بارگاہ خداوندی، یہ صاحبان جبہ و دستار، یہ مذہبی پیشوائیت کے علمبردار موجودہ دور کے ہامان اپنے بالکل قریب نظر آنیوالے اقتدار مطلق پر تکیہ کیئے شمشیر وسناں تیز کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ اپنی ہی مظلوم قوم کی لاکھوں گردنیں فتویٰ کے ہتھیاروں سے کاٹ پھینکنے کے انتظار میں مستعد ہیں۔ اپنی فوج کو تیار کر لینے کے بعد اب انہیں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ان کی بادشاہت مقدر بن چکی ہے۔ آرمی اسٹیبلشمنٹ اقتدار کیلئے پہلے ہی ان کی محتاج ہے۔ دوصوبوں پر پہلے ہی ان کا راج ہے۔ باقی دوصوبے بھی ایسے ہیں کہ اب وہاں قرون وسطیٰ طرز کی ہری، کالی اور سفید پگڑیوں اور سیاہ داڑھیوں کی تعداد گننی بھی مشکل ہو چکی ہے۔ لال مسجد کا پانسہ پھینک کر تماشہ دیکھا جا چکا ہے۔ اور نتائج کا مطالعہ کر کے نئی سٹریٹیجی بنائی جا رہی ہے۔ رہ گئے اس تجربے کی بھینٹ چڑھنے جانے والے معصوم تو ان کی پرواہ کسے ہے۔ وہ تو بقول ان کے شہید ہو کر سیدھے جنت میں جا چکے ہیں۔

خلق خدا کی گھات میں رند وفقیہہ ومیر وپیر　　　　ترے جہاں میں ہے وہی گردش صبح وشام ابھی

پھر "کافروں، مرتدوں، زندیقوں، اور ملحدوں" کی گردنیں "اللہ کی خوشنودی" اور اِن کے خود ساختہ مذہب کی سُربلندی کیلئے قلم کی جائیں گے۔ خون میں لتھڑے لاشوں سے گڑھے پاٹ دیے جائیں گے۔ پھر جگہ جگہ سنگساری کے اکھاڑے قائم ہونگے اور مرد وزن کرب سے سسک سسک کر جانیں دیں گے۔ پھر زندہ آگ میں جلائے جانے کا تماشا چوکوں اور میدانوں میں منعقد ہوگا اور مال وجائیداد بحق حکومت ضبط کر لیا جائیگا۔ پھر کھالیں اترینگی، عقوبت خانے آباد ہونگے۔ ایک جم غفیر دربدر پناہ کیلئے بھاگے گا اور خدا کی بستی میں کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ تاریخ شاھد ہے کہ مُلاّ کسی بھی مذہب سے متعلق ہو، اس کی خون کی پیاس کبھی نہیں بجھتی۔ اس نے ہر دور میں فرعونوں اور قارونوں کا آلہ کار بن کر لاکھوں مسلمانوں کا خون ارزاں کیا ہے۔ فتووں کا معاوضہ کھایا ہے۔ خدا کے کلام کا سودا سستے داموں کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔

يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا..... (2/79)۔

"یہ خود ہی قوانین (فتوے) گھڑتے ہیں پھر انہیں اللہ سے منسوب کر دیتے ہیں تا کہ اس ذریعے سے کچھ پیسے کما لیں"

پھر جب ملا خود ہی آمر مطلق ہوگا تو کس درجے کا قتل عام بپا ہوگا۔ مسجدوں میں جبری حاضری، قیام میں ٹانگیں اتنی کھولی جائیں یا اتنی، ہاتھ کتنی اونچائی تک باندھے جائیں، رفع یدین کانوں تک ہو یا نیچے، آمین بالجہر ہو یا بالسر، تراویح کی رکعتیں 8 ہوں یا 20، داڑھی کا سائز کیا ہو۔ ذراسی اونچ نیچ، ذراسی خلاف ورزی اور آپ دائرہ اسلام سے خارج اور پھر فتویٰ اور پھر موت تیار۔ دارُورَسَن، قتل گاہیں۔ عورتیں بیچاریاں، گھروں میں قید یا خیمے نما برقعے کے اندر سے ایک آنکھ سے دیکھتی، گلیوں بازاروں میں باریش جلادوں کے ہاتھوں ڈنڈے اور ٹھوکریں کھاتی یا بھوکی پیاسی ماری ماری پھرتی اور کلاشنکوف کی گولیوں سے سڑکوں پر جان دیتی۔

چہار مرگ اندر پئے ایں دیر میر سود خوار و والی و ملا و پیر

دوستو! کیا وہ وقت آ نہیں چکا جب تمام مصلحتیں بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک متحد اور طاقتور موومنٹ چلائی جائے تا کہ اس مسلح فوج کو نہتا کیا جاسکے۔ قوم کو ان کے خود ساختہ عقائد اور بے رحم عزائم سے خبردار کیا جائے۔ مسجدیں جنہیں انہوں نے اپنی پاور بیس بنایا ہوا ہے۔ انکے ناجائز قبضے سے واگزار کرالی جائیں کیونکہ وہ ان کی ذاتی جاگیریں نہیں بلکہ مسلمانوں کے اجتماعی معاشرتی، تہذیبی، سیاسی اور معاشی مراکز ہیں۔ وہ پبلک افیرز کے لوکل آفسز ہیں جہاں بااختیار افسر تمام لوکل معاملات کو حل کرنے اور ضرورت مندوں کی فوری دادرسی کرنے بیٹھا ہو۔ جہاں بھوکے کو روٹی اور مسافر کو پناہ حاصل ہو۔ یہ تو تکفیر کرنے والوں کے وہ گروہ ہیں جنکے نزدیک ان کے سوا، باقی ساری قوم کافر و ملحد و مرتد ہے اور اس وجہ سے واجب القتل ہے۔ جی ہاں! ان پر اپنی ہی قوم کا خون مباح ہے۔ اس لئے یہ ایک خودکش بمبار کے بدلے میں درجنوں ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کو ہلاک و اپاہج کر رہے ہیں۔ یہ اقتدار مطلق کے مالک بن گئے تو یہ سرزمین ایک زنداں اور ایک بڑا مقتل بن جائیگی۔ اس انبوہ یاجوج و ماجوج کے آگے ایک سدِ سکندری کی تعمیر ہنگامی بنیادوں پر درکار ہے۔ آیئے سب مل جل کر ایک عزمِ صمیم کیساتھ اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر، اپنی آئندہ نسلوں کی بقا کی خاطر پوری قوم کو آگاہ کرنے میں اپنی پوری قوت و وسائل استعمال کر ڈالیں۔ اس لئے کہ طالبان کی حکومت ہمیں ابھی بھولی نہیں ہوگی جہاں اہل قلم، دانشور، اساتذہ اور فنکار بھیک مانگتے تھے۔ روٹی یا دوا کی تلاش میں نکلنے والی تنہا عورتیں سرعام گولیوں سے ماردی جاتی تھیں۔ تہذیب و علم و ارتقاء کی تمام نشانیاں سڑکوں پر ڈھیر کر کے جلادی گئی تھیں۔ اس لئے کہ وہاں حاکم، منصف و منتظم سب مُلا تھے۔ رعونت کے پیکر اور بے رحمی کے مجسمے۔ خدا کے قہر کی منہ بولتی تصویریں۔ خدا کی رحمت کا تو کہیں دور دور نام و نشان تک نہ تھا۔ آخر کیوں دنیا میں ہر جگہ دہشت گردی کے ذریعے سویلینز کو قتل کرنے والے ہمیشہ وطن عزیز کے اِسی مُلا گروہ اور اس کے کسی مدرسے سے ہی متعلق ثابت ہوتے ہیں۔ دوستو! ساری دنیا کے معاشروں میں اس نے ہمارا منہ کالا کروادیا ہے اور ہمیں دنیا کی ایک شودر قوم بنوا دیا ہے۔

خلق خدا کیلئے یہ ظلم و ستم اور خود اپنی ذات کیلئے مُلا کی سطوت و شوکت کا کیا عالم ہے اس ایک مثال سے واضح ہو جاتا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی زندگی کا حوالہ دے کر عوام کو سادگی اور فقر و فاقہ کی زندگی کی تلقین کرنے والا خود اس سنت کا کیسے اتباع کرتا ہے ابھی حال ہی میں میڈیا نے ایک مُلا کا کچا چٹھا کھول کر اچھی طرح سے ایکسپوز کر دیا ہے۔ سنیئے اور دل تھام کر بیٹھیے۔ دو کروڑ کا سالانہ صوابدیدی فنڈ، وزیر کی تنخواہ، مراعات، الاؤنسز، پچاس ہزار ماہانہ غیر موجود دفتر کے کرائے کے نام پر، 38 لاکھ روپے مالیت کی کاروں کا فری گفٹ۔ آخر کس مقصد کیلئے اور کس کی اشیر باد سے یہ شاہانہ کروفر؟ کہاں گیا وہ اتباع رسول جسکا ہر دم چرچا ہے۔ پھر یہ تو صرف ایک دوسرے درجے کے مُلا کا احوال تھا۔ اول درجے کے مُلا کی دولتوں کا تو پھر کچھ نہ پوچھیے۔ زمین پیروں تلے سے نکل نہ جائے اور یہ سب کچھ اُسے اس ملک میں حاصل ہو چکا ہے جسکے قیام کا یہ سب سے بڑا مخالف تھا۔ جس کے قیام کے "گناہ" میں یہ بالکل شریک نہ تھا۔ اُس محرم رازِ درونِ مے خانہ نے ان کے متعلق یہ فیصلہ دیا تھا:۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیمِ بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

اور آخر میں ہم سب کے مالک اور کائنات کی سپریم اتھارٹی کا فیصلہ:۔

اِنَّ کَثِیراً مِنَ الاَحبَارِ وَالرُّھبَانِ لَیَاکُلُونَ اَموالَ النَّاسِ بِالبَاطِلِ وَ یَصُدُّونَ عَن سَبِیلِ اللّٰہ ۔ (9/34)

"علماء و مشائخ کی اکثریت کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی کمائیاں دھوکے اور فریب سے کھا جاتے ہیں اور ان کو اللہ بتائے صحیح راستے پر چلنے سے روک دیتے ہیں"۔

وما علینا الا البلاغ......